OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

اقوال تابعین سے استدلال میں عبد السلام بن محمد اور عبد الرحمان کیلانی کے مناہج و اسالیب کا جائزہ

AN APPRIASAL ON THE METHODS OF ‘ABD AL-SALāMIBN-E-MUHAMMAD AND ABD AL-RAHMAN KAYLĀNĪ IN REASONING FROM QUOTATIONS OF TABI’ĪN

Dr. Yasir Farooq
Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.

Dr. Ikram Ul-Haq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Al-Hamd Islamic University, Isalamabad, Pakistan.

Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan.

Abstract: In the definition of sciences, meanings, mysteries and rulings of the Holy Qur'an and its exegesis, the Companions of Holy prophet (PBUH) their followers participated. That time, there were three major schools of thought. In Makkah, Sa’īd ibn-e-Jubayr, ‘Ikramah Moula Ibn-e-Abbas and Mujahid ibn-e-Jubayr, in Madinah ‘Urwa Ibn-e-Zubayr, Sulayman ibn-e-Yasar and Kufā Hasan Basri and Qatadah were promoting the knowledge of Quranic exegesis. The primary topic of the present paper is to encompass exegetical methods of tabi’īn and the secondary is to analyze methodology of above mentioned tafasīrs with their reasoning from quotations of tabi’īn. In this paper, the methods of interpretation of the Tabi'īn have been discussed. There are two

discussions in the first part; in first discussion, different methods of deriving tafsir of the tabi'īn have been clarified, while in the second discussion, the different methods of deriving tafsir from the Holy Quran of the Tabi'īn with examples, as well as aḥādith, sayings of the companions, examples of the Qur'an and dictionaries and ijtihad etc. has been described. The second part also has two discussions; in the first discussion, the method of deriving the interpretation from the quotations of the tabi'īn in Tafsir al-Qur'an by 'Abdul Salam ibn-e-Muhammad is the subject of discussion. While in the second discussion, the method of deriving the interpretation from quotations of the tabi'īn in Taysīr Al-Qur'an by 'Abd al-Rahman Keylānī is the subject of discussion has been made.

Keywords: Quotations of Tabi'īn, Tafsir al-Qur'an, 'Abdul Salam ibn-e-Muhammad, Taysīr Al-Qur'an, 'Abd al-Rahman Keylānī.

.

تعارفِ موضوع:

قرآن مجید کے علوم و معانی اور حقائق کی گرہ کشائی اور اسرار و حکم کی جستجو و تلاش جہاں صحابہ کرامؓ جیسی ہستیوں نے حصہ لیا وہیں تابعین عظام بھی ان کے شانہ بہ شانہ رہے۔ عصر تابعین میں تفسیر کے تین بڑے مدارس تھے۔ مدرسہ مکہ میں سعید بن جبیر، عکرمہ مولی ابن عباس اور مجاہد بن جبیر رحمھم اللہ، مدرسہ مدینہ میں عروہ ابن زبیر، سلیمان بن یسار رحمھم اللہ اور مدرسہ کوفہ میں حسن بصری اور قتادہ رحمھما اللہ جیسے جبال علم تفسیر کو فروغ دے رہے تھے۔ پیشِ نظر مقالہ کا اصلا موضوع تابعین کے اخذ تفسیر میں مناہج کا ذکر ہے اور تبعاً محولہ بالا تفاسیر اور مفسرین کے ان سے استدلال کے اسالیب کا مطالعہ ہے۔ اس ضمن میں سابقہ تحقیقات اور بنیادی سوال کے بعد بنیادی اور ابتدائی بحث درج ذیل ہے؛

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

تابعین کی تفسیر کے حوالے سے درج ذیل تین مضامین مطبوع ہیں، البتہ اس موضوع پر اس سے پہلے کبھی کام نہیں ہوا:

- حافظ عبداللہ، **تابعین عظام اور تفسیر اصول تفسیر**، لاہور: شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، مجلہ الاضواء، جلد 13، شمارہ 25، 2010ء۔
- الطاف حسن، صفیہ آفتاب، فرح ناز، اخوند میمن، **تابعین کرام کا مقام اور ان کی علمی و ادبی خدمات**، کراچی: شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی، مجلہ اصول دین، جلد 2، شمارہ 2(2018)۔

یاسر فاروق، ارم فاطمہ، اخذ تفسیر میں تابعین کے مناہج: تحقیقی مطالعہ، لاہور: فیکلٹی اسلامک سٹڈیز، جامعہ پنجاب، جہات الاسلام، جلد16، شمارہ 1(2022)۔

بنیادی سوال:

تابعین کا تفسیر قرآن میں اخذ واستفادہ کا اسلوب کیا ہے؟

اقوالِ تابعین سے اخذ واستفادہ میں عبد السلام بن محمد اور عبد الرحمان کیلانی کے اسالیب کیا ہیں؟

تابعینِ عظام کے مناہجِ تفسیر اور اخذ واستفادہ کے اسلوب کے حوالے سے معروضات درج ذیل ہیں:

1۔ تفسیر القرآن بالقرآن کا عملی نمونہ:

قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی ہی مراد کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سب سے عمدہ" تفسیر قرآن "خود قرآن کریم ہے۔ اسی لیے تفسیر بالماثور میں یہ پہلا مصدر ہے۔ بعض تابعین ہمیں تفسیر القرآن بالقرآن میں مختلف طریقوں سے تفسیر اخذ و نقل کرتے ہیں جیسے اجمال والی آیات میں تفصیل کا اہتمام کرنا، مشکل معنی کی وضاحت کرنا، وعدہ اور وعید کی آیات میں عموم خصوص کا بیان کرنا، بغیر کسی صراحت کے کثرت سے آیت کے معنی کی طرف اشارہ کر دینا وغیرہ شامل حال ہے۔ تابعین کا آیات قرآنیہ سے تفسیر اخذ کرنے کے طریقے درج ذیل ہیں:

ا۔ نظائر قرآن سے استفادہ کرنا:

تفسیرِ قرآن میں نظائر سے استفادہ کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

ا۔ آیت کی تفسیر ایسی دوسری آیت کے ساتھ کرنا جو بعض الفاظ اور معنی کے اعتبار سے پہلے آیت کے قریب ہو۔ یہاں پر مفسر دونوں آیتوں میں توازن قائم کر کے غور و فکر کرنے کے بعد اشارہ کرتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دوسری آیت پہلی آیت کی تفسیر ہے۔ تابعین بھی اسی طرح تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کے فرمان: " كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ "[1] کی تفسیر میں حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: "کہ تم کچھ نہ تھے حتیٰ کہ اس نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہیں حق کی موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا اللہ تعالی کا فرمان: "أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ "[2] اسی کی مثل ہے"[3]

قرآن پاک کی آیت اور حضرت مجاہدؒ کی تفسیر میں جو آیت مبارکہ ہے دونوں بعض الفاظ اور معنی کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں۔ پہلی آیت میں لفظ" یمیتکم "ہے تو دوسری میں "امتنا" ہے اسی طرح پہلی آیت میں لفظ "یحییکم "ہے تو دوسری میں لفظ "احییتنا "ہے۔

ب۔آیت کی تفسیر ایسی دوسری آیت کے ساتھ کرنا جن کا نفس موضوع ایک ہو، اگرچہ الفاظ مختلف ہوں۔ یہاں پر مفسر اجتہادی طریقے سے تفسیر کو اخذ کرتا ہے۔ اکثر تابعین مختلف طرق میں سے اس طریق کا زیادہ اعتبار اور اختیار کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ"[4] کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ سے روایت ہے کہ: دو گروہ جنت میں اور ایک آگ میں ہوگا اور یہ سورہ واقعہ میں وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ کے بمنزلہ ہے[5]"اس میں حضرت عکرمہؒ نے اجتہاد کے طریق سے پہلی آیت کی تفسیر کو سورہ واقعہ کی آیات سے اخذ کیا ہے۔ دونوں آیات مبارکہ میں نفس موضوع ایک اور الفاظ مختلف ہیں۔

۲۔سیاق وسباق سے تفسیر کرنا:

اس نوع میں مفسر تابعی آیت کے ماقبل یا مابعد کے ساتھ ربط پیدا کر کے آیت کی تفسیر کرتا ہے جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ"[6] کی تفسیر حضرت مجاہدؒ نے: "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ"[7] کے ساتھ کی ہے۔ یعنی آیت کے سیاق سے اس تفسیر کو اخذ کیا۔

۳۔مجمل کا بیان:

اس میں مفسر تابعی آیت کے اجمال کو دوسری آیات قرآنیہ سے بیان کر کے واضح کرتا ہے۔ جیسے: "ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ"[8] کی تفسیر حضرت حسنؒ اور قتادہؒ دونوں نے: "يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ"[9] کے ساتھ کی ہے۔[10] مطلب کہ اہل کتاب ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ ان دونوں حضرات نے ذلت کے اجمال کا بیان اللہ تعالی کے فرمان "حتی يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صاغِرُوْنَ "سے اخذ کیا ہے۔

۴۔عام کی خاص کے ساتھ تفسیر کرنا:

اس میں مفسر آیت کے ظاہری عموم کو جو عموم کے تمام افراد کو شامل تھا۔ دوسری آیت کے ذریعے سے خاص پر منطبق کر دیتا ہے۔
جیسے حضرت مجاہدؒ:

"مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًابِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا"[11]

کی تفسیر میں فرمایا:

''کہ یہ جزاء (سزا) میں سورۃ نساء کی آیت: " وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ "[12] کی طرح ہے''

مطلب یہ کہ پہلی آیت میں کلمہ "نفس" سیاق شرط میں نکرہ تھا۔ جو عموم کا فائدہ دے رہا تھا۔ کہ ہر نفس یعنی کافر و مومن دونوں مراد ہیں۔ حضرت مجاہد نے اس آیت کو دیکھا تو مومن کے ساتھ اس کی تخصیص کر دی۔[13]

۵۔ مبہم کی وضاحت کرنا:

دوسری آیات کے ذریعے سے آیت کے ابہام کو زائل کر دینا۔ جیسے:

"وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ"[14]

کی تفسیر حضرت مجاہدؒ نے:

"الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْاهم الذين أرجئوا في أوسط براءة،هلال بن أمية، ومرارة بن ربيع ، وكعب بن مالك کے ساتھ کی۔ اس سے مراد وہ تین لوگ مراد ہیں۔ جو درمیان میں پیچھے رہ گئے تھے۔ هلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک "[15] لفظ ''آخرون'' میں ابہام تھا جس کو حضرت مجاہدؒ نے دوسری آیت "الثلاثۃ" سے اخذ کر کے واضح کر دیا کہ اس سے مراد غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے تین لوگ تھے۔

2۔ تفسیر القرآن بالسنۃ:

تفسیر قرآن کا دوسرا ماخذ نبی کریم ﷺ کی احادیث ہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر یہ واضح فرمایا گیا۔ کہ سرکار دوعالم ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرمانے کا مقصد یہی تھا کہ آپ قرآن کی تفسیر فرمائیں۔ قرآن کریم میں ہے: ''وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ''[16] ''ہم نے قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی لئے نازل کیا کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں'' یہی بات ہمارے لیے کافی ہے کہ کسی آسمانی کتاب کی صحیح تشریح اس سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے جس پر وہ کتاب نازل ہوئی ہو۔ حضرات تابعین بھی اس مصدر سے تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ پہلے مصدر کی طرح حدیث میں بھی تابعین نے مختلف طریقوں کا اہتمام کیا ہے۔ ان طریقوں کو ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ صریح حدیث سے تفسیر کرنا:

ایسی حدیث سے تفسیر اخذ کرنا جو صراحت کے ساتھ آیت کی تفسیر کیلئے ہی بیان کی گئی ہے۔ جیسے حضرت حسن: " مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ''[17] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"بلغنا أن نبي الله قال له قائل أو رجل: يا رسول الله ما السبيل إليه؟ قال: من وجد زادا وراحلة"[18]

"ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے یا پوچھنے والے نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا! سبیل یعنی راستے سے کیا مراد ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو زادراہ اور سواری کو پائے"

یہاں پر "سبیلا" کی تفسیر زادراہ اور سواری سے کی گئی ہے۔ حضرت حسن نے صریح حدیث سے تفسیر کو اخذ کیا۔

۲۔ بعض الفاظ میں "متشابہ" حدیث سے تفسیر کرنا:

یہاں پر مفسر تابعی الفاظ کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ پھر آیت کی تفسیر ایسی حدیث کے ساتھ کرتا ہے جو بعض الفاظ میں آیت کے مشابہ ہوتی ہے۔ جیسے حضرت حسنؒ کی سند سے "يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ"[19] کی تفسیر میں حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" قال : تعرض الناس ثلاث عرضات، فأما عرضتان فجدال ومعاذير، وأما الثالثة فعند ذلك تطير الصحف في الايدى ، فآخذ بيمينه ، وآخذ بشماله "[20]

"قیامت کے دن لوگ تین مرتبہ پیش کئے جائیں گے، پس دو پیشیوں میں جھگڑے اور عذر ہوں گے۔ تیسری پیشی کے وقت نامہ اعمال اڑ کر ہاتھوں میں آجائیں گے، پھر وہ کسی کے دائیں ہاتھ میں آجائیں گے اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آئیں گے"

قتادہؒ نے بھی اس آیت کی تفسیر میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے۔[21] یہاں پر حسنؒ اور قتادہؒ دونوں آیت میں لفظ (عرض) اور حدیث میں لفظ (عرض) کے درمیان ربط پیدا کرتے ہیں پھر آیت کی تفسیر مشابہ حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔

۳۔ ہم موضوع حدیث سے تفسیر کرنا:

مفسر آیت اور حدیث کے درمیان ربط کو قائم کرتا ہے۔ پھر آیت کی تفسیر ہم موضوع حدیث میں استنباط کے طریق سے اخذ کرتا ہے۔ جیسے: "اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ"[22] کی تفسیر میں حضرت ربیع بن انس نے فرمایا: "نیند موت ہے اور نیند کی حالت میں اللہ رب العالمین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھایا" حضرت حسنؒ کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے یہود کو فرمایا: "انّ عيسى لم يمت ، وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة"[23] "حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے بے شک ان کو قیامت کے دن سے قبل لوٹایا جائے گا" یہاں پر حضرت حسنؒ نے آیت اور حدیث کے مابین ربط پیدا کیا اور اس میں نص قاطع "أنّ عيسى لم يمت" کو آیت مبارکہ "توفى على النوم" پر محمول کیا۔ غرض کی آیت اور حدیث دونوں نفس موضوع میں ایک ہیں۔

۴۔سبب نزول سے آیت کی تفسیر کرنا:

سبب نزول کی معرفت چونکہ آیت کے فہم میں مدد دیتی ہے۔اسی لئے تابعین سبب نزول سے تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔ جیسے حضرت حسنؒ "وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا"[24] کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "کہ لوگوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے یا غلام آزاد کر دیتا۔ پھر کہتا میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں، میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مذاق میں طلاق دے یا غلام آزاد کرے تو اس کا حکم نافذ ہو جائے گا" یہ واقعہ (وَلَاتَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا) کے نزول کا سبب ہے"[25]

3۔تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ:

تیسرا اور اہم مصدر اقوال صحابہ سے تابعین کا تفسیر اخذ کرنا ہے۔کیونکہ تابعین صحابہ کرام کے تربیت یافتہ تھے۔ صحابہ کے استدلالی مناہج سے باخبر تھے۔استنباط کے طرق سے واقف تھے۔احادیث نبویہ صحابہ سے ہی حاصل کی تھی۔اسی لیے تابعین کتاب وسنت اور اجتہاد سے مسائل اخذ کرنے کی کیفیت سے بخوبی واقف تھے۔تابعین کو صحابہ سے بڑی محبت تھی۔ یہ محبت اقوال صحابہؓ کو نقل کرنے کی سب سے بڑا شاہد ہے۔تابعین اپنی رائے پر قول صحابی کو ترجیح دیتے تھے۔تابعین نے اقوال صحابہ سے تفسیر اخذ کرنے میں بھی مختلف طریقوں کو اپنایا ہے۔ جس کو ہم آئندہ سطور میں ذکر کرتے ہیں:

ا۔مرفوع روایت سے تفسیر کرنا:

صحابی کی تفسیر مرفوع روایت کے برابر ہے۔اس لئے کہ صحابہ اوّل تفسیر کو لینے والے اور نزول کے شاہد ہیں۔اسی وجہ سے تابعین اس میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتے جیسے صحابی کی تفسیر منقول ہوتی اسی طرح اس کو اخذ و نقل کرتے۔ جیسے اللہ تعالی کے فرمان: "حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ"[26] کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں "(اعوان) فرشتوں میں سے ایک ملک الموت ہے"[27] اس تفسیر کو بغیر کسی زیادتی کے ابراہیم نخعیؒ، قتادہؒ نے اسی طرح اخذ و نقل کیا ہے۔[28]

۲۔صحابی کی اجتہادی تفسیر:

اجتہاد کے باب سے جو تفسیر صحابی سے وارد ہے، تابعین بغیر کسی مخالفت کے اسی تفسیر کو اخذ کرتے ہیں۔اس لئے کہ صحابہ اہل زبان و بیان اور فہم رکھنے والے ہیں۔اس کی مثال یہ اللہ تعالی کے فرمان: "فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ"[29] کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا :"المستقر بالارض،والمستودع :عند الرحمن"[30] "زمین پر ٹھہرنا اور رحمن کے پاس لوٹنا ہے" حضرت مجاہدؒ بھی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ ٹھہرنا زمین پر ہے، سپردگی اپنے رب کے پاس ہے۔[31]

۳۔اقوال متعارضہ میں ترجیح:

جب صحابہ سے اقوال منقولہ میں تعارض ہو جاتا تو تابعین ترجیح والے راستے کو اپناتے۔اقوال کو جمع کرنے کے بعد تابعین ترجیح لغت یا حدیث یا دوسرے صحابی کے قول کے ساتھ کرتے ہیں۔ جیسے :"اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ"[32] کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے دو اقوال منقول ہیں۔ایک دلوک کی تفسیر "غروب آفتاب" سے کرتے، دوسرا دلوک کی تفسیر "نصف النہار" کے بعد سے کرتے ہیں ۔[33] اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ سے بھی دلوک کی تفسیر میں دو اقوال منقول ہیں۔ایک "غروب آفتاب" سے تفسیر کرتے، دوسرا دلوک کی تفسیر "میل" یعنی زوال سے کرتے۔[34] حضرت قتادہؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے زوال والی تفسیر کو اخذ کیا۔[35] اس کو اختیار کرنے کا سبب یہ ہے کہ لغت دلوک سے میل (زوال) پر دلالت کرتی ہے۔پس اس سے ظہر کی نماز مراد ہو گی۔امام ابن جریر نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔[36]

4۔تفسیر القرآن باللغۃ:

لغت عرب سے تفسیر اخذ کرنا یہ تفسیر کے مصادر میں سے اہم مصدر ہے۔ لغت عرب اللہ تعالی کی آیات کے فہم میں محقق کو بڑی مدد فراہم کرتی ہے۔ کتاب اللہ کی آیات کے فہم میں سیدھا راستہ دکھاتی اور قرآن کی بلاغت کا مزہ چکھاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے تفسیر کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں۔ان میں سے ایک قسم عرب لغت کی معرفت ہے۔[37] مفسر تابعین نے اس کا بہت اہتمام فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مجاہدؒ کے نزدیک کسی ایسے شخص کیلئے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو، یہ حلال نہیں کہ کتاب اللہ کے بارے میں لب کشائی کرے جب تک کہ وہ لغت عربیہ کا ماہر نہ ہو۔[38] اس میدان میں سب سے نمایاں مفسر تابعین میں سے حضرت مجاہدؒ، حسنؒ اور شعبیؒ ہیں۔ کن کن طریقوں سے لغت عرب سے استفادہ کیا ہے اس کو ہم ذیل میں ترتیب وار ذکر کرتے ہیں:

ا۔لسان عرب کی معرفت:

تابعین کی تفسیر میں عرب زبان کی معرفت کا اثر واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مشکل اور غریب الفاظ کی تفسیر میں یہ زیادہ نمایاں ہے۔ تابعین کی تفسیر میں بکثرت یہ چیز ملے گی کہ یہ بنی فلاں کی لغت سے ہے، یہ عرب کی لغت سے یا فلاں قبیلے کی لغت سے ہے۔ ائمہ عراق کثرت سے غریب الفاظ کے بیان میں اہل حجاز کی لغت سے تفسیر اخذ کرتے ہیں۔ جیسے حضرت حسن بصریؒ:"قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا"[39] کی تفسیر "قد بطنها حبا" سے کی پھر بتایا اہل مدینہ اس طرح پڑھتے ہیں ۔[40] اسی طرح حضرت حسن نے "مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ "[41] کی تفسیر میں" هي البسط "فرمایا اور بتایا اہل مدینہ اس طرح پڑھتے ہیں۔[42]

۲۔عادات عرب سے واقفیت:

لغت عرب پر اعتماد نے جس طرح تابعین کی تفسیر میں کافی مدد کی اور تابعین نے اس سے تفسیر بھی اخذ کی۔اسی طرح عادات عرب سے واقفیت کے بعد تابعین نے عادات عرب کے افعال واحوال سے بھی تفسیر کو اخذ کیا ہے جیسے:"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ وَلَا الۡقَلَآئِدَ"[43]کی تفسیر میں قتادہؒ فرماتے ہیں:''زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص حج کے ارادے سے گھر سے باہر نکلتا تو وہ ببول کے درخت کا چھلکا گلے میں ڈال لیتا تھا تو کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا،جب وہ بالوں کا قلادہ گلے میں ڈالتا پھر بھی اس سے کوئی تعرض نہ کرتا''[44]

یہاں پر حضرت قتادہؒ نے عادات عرب سے تفسیر کو اخذ کیا۔

۳۔عرب اشعار سے واقفیت:

اشعار کسی بھی زبان کے لئے ان کے اظہار مافی الضمیر کا ذریعہ اور اس زبان کے الفاظ کا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔تابعین نے جابجا اپنی تفسیر میں اشعار نقل کیے ہیں۔جس سے ہم باآسانی اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں،کہ تفسیر تابعین میں اشعار عرب سے استدلال کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔جیسے حضرت حسن سے" وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ "[45]کی تفسیر میں یہ قول منقول ہے:

''دنیا کی ساق آخرت کے ساق کے ساتھ مل گئی۔پھر آپ نے شاعر کا یہ قول بھی ذکر کیا" وقامت الحرب بنا علی ساق " ہمارے ساتھ جنگ "ساق" پر کھڑی ہوگئی''[46]یعنی پوری شدت اور تیزی کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی۔غرض کے شعر سے آیت کی تفسیر اخذ کی۔ابن ابی شیبہ کی مشہور کتاب "مصنف" کی "کتاب فضائل القرآن" میں کثرت سے اشعار سے تفسیر کی مثالیں موجود ہیں۔

۴۔لغت فقہ کی معرفت:

اس سے مقصود کلمات اور الفاظ کے اساس کی ساخت کو پہچاننا ہے۔یہ لفظ مشتق ہے یا تقدیم وتاخیر کے قبیل سے ہے۔

ا۔اشتقاق:

تابعین نے لغت میں مشتق کلمات سے بھی تفسیر کو سمجھنے اور اخذ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔یہ اشتقاق اسماء اور افعال دونوں کو شامل ہے۔جیسے مجاہدؒ نے: "اَوۡ مِسۡكِيۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ"[47]کی تفسیر میں فرمایا:"المطروح فی التراب لیس لہ بیت"[48]''مٹی سے لپٹا ہوا شخص جس کے لیے گھر نہ ہو''یہاں پر مجاہدؒ نے (متربة) کی تفسیر مشتق لفظ (التراب) سے اخذ کی۔اس مثال میں (اسم) سے مشتق

لفظ سے تفسیر اخذ کی گئی۔" اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ [49] "کی تفسیر میں مجاہدؒ سے روایت ہے"" میسر نام رکھا گیا ہے " عرب کے قول" ایسرو واجزروا "کی وجہ سے"[50]اس صورت میں فعل سے مشتق لفظ سے تفسیر کو اخذ کیا۔

ب۔تقدیم وتاخیر:

مندرجہ ذیل اسالیب میں سے ایک اسلوب تقدیم وتاخیر کا بھی ہے۔اس کی پہچان صرف اس شخص کو ہو سکتی ہے۔جو لغت اور اس کے اسالیب میں مہارت رکھتا ہو۔ جیسے"وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُسَمًّى "[51]کی تفسیر میں مجاہدؒ فرماتے ہیں :"(اجل مسمی)سے مراد "موت "ہے اور اس میں تقدیم وتاخیر ہے ، تقدیر کلام یوں ہے "ولو لا کلمة سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما"جملہ "اجل مسمی "مقدم ہےاور" لکان لزاما "میں تاخیر (بعد)ہے"[52]

5۔تفسیر القرآن بالاجتہاد:

اجتہاد سے تفسیر اخذ کرنا،اجتہاد طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں۔ تفسیر میں اجتہاد سے مراد معنی کا استخراج، فوائد کا استنباط، معنی تلاش کرنے اور تدبر کے ساتھ اللہ تعالی کے حکم کو فعلی تطبیق دینے میں طاقت صرف کرنے کو کہتے ہیں۔قرآن مجید میں ہے:"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ "[53]"تم قرآن میں غور وفکر کیوں نہیں کرتے "اجتہاد کے باب سے بھی تابعین نے تفسیر کو اخذ کیا ہے۔ جیسے مجاہدؒ، قتادہؒ اور ان کے علاوہ اہل علم تابعین وغیرہ اجتہاد سے ہمیں تفسیر کرتے نظر آتے ہیں۔تابعین کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات سے اجتہادی تفسیر کی ہو۔اس لئے کہ انہوں نے صحابہ سے تفسیر کو حاصل کیا ہے۔

ا۔قوت استنباط کا استعمال:

تابعین صرف نقل روایت پر اکتفانہ کرتے بلکہ درایت کا بھی اہتمام فرماتے اور عقل سے تفسیری استنباط کرتے جیسے قتادہؒ قرآن پاک کی آیت: "فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ "[54]کی تلاوت کرتے پھر اس آیت کے ذریعے اہل کتاب اور مشرکین کے مابین فرق کو مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"میری زندگی میں اہل کتاب کی بنسبت "زیادہ"اہل شرک نے اسلام کی طرف رجوع کیا ہے"پھر اس پر وہ دلائل قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں اہل کتاب میں سے تھوڑی جماعت ایمان لائی۔[55]

۲۔متفرق معانی متقاربہ میں اجتہاد کرنا:

تابعین الفاظ کے مابین متفرق معانی متقاربہ میں غور وفکر کرتے اور تفسیر اخذ کرتے۔ان کے بعد کے علماء نے اس تفسیر پر اعتماد کیا ہے۔ابن جریر طبریؒ کثرت سے اقوال مفسرین کے مابین قول راجح کا انتخاب فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ان اقوال سے جو معنی

مستنبط ہوتا اس کو نکالتے ۔ قول تابعی پر بہت اعتماد فرماتے ہیں ۔ جیسے :"اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَاۗءِ "[56]میں ابن جریر "سدیؒ" سے نقل کرتے ہیں۔ سوء سے مراد "گناہ" اور فحشاء سے مراد "زنا" ہے۔ سدی کے علاوہ سے یہ تفسیر وارد نہیں ہے پھر ابن جریر نے اسی کو قبول کرلیا۔[57]"فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا"[58] کی تفسیر میں عطاءؒ، سدیؒ، ربیعؒ، مجاہدؒ، ابراہیمؒ سے اقوال منقول ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک (جنف) کا معنیٰ خطا کرنا اور (اثم) کا معنی جان بوجھ کر غلطی کرنا ہے۔ آیت کے سیاق سے اجتہاد کے ذریعے قریب معنی کو اخذ کیا ہے۔ جب کہ اہل لغت (جنف) کی تفسیر (میل) کے ساتھ اور (اثم) کی تفسیر (گناہ) کے ساتھ کرتے ہیں۔[59]

6۔ قراءات غیر متواترہ سے استدلال کرنا:

بعض تابعین قراءت شاذہ سے تفسیر اخذ کرتے ہیں۔ جیسے عمرہ کے حکم میں تابعین کے درمیان دو اقوال پائے جاتے ہیں۔ پہلا قول حضرت شعبیؒ، مسروقؒ، ابن جبیرؒ اور عطاءؒ لوگوں کا ہے یہ عمرہ کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔ دوسرا قول ابراہیم نخعیؒ اور شعبیؒ سے ایک روایت ہے کہ عمرہ کرنا مستحب ہے۔ ہر فریق غیر متواترہ قراءات میں غور وفکر کرکے تفسیر کو اخذ کرتا ہے۔ جیسے پہلا فریق ابن مسعودؓ کی قراءت " واقیموا الحج والعمرة الی البیت "کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ یہ قراءت صراحتاً وجوب پر دلالت کر رہی ہے۔ جب کہ دوسرا فریق شعبیؒ کی قراءات" وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ "سے عدم وجوب پر استدلال کر رہا ہے۔[60]

7۔ ظاہر آیت سے تفسیر کرنا:

بعض تابعین غیر کی طرف بغیر متوجہ ہوئے، صرف ظاہر نص سے تفسیر اخذ کرتے ہیں جیسے سعید بن جبیرؒ، سعید بن المسیبؒ، طاؤسؒ، قاسم بن محمدؒ وغیرہ اس آیت:"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ"[61]کی تفسیر میں کہتے ہیں:" کہ نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اللہ تعالی نے طلاق کو نکاح پر مرتب کیا ہے۔ چاہے وہ اجنبیہ عورت سے یہ کہہ دے کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں، تو تجھے طلاق ہے یا یہ کہے کہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طلاق والی ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اس سے نکاح کرلے۔ تو طلاق واقع نہیں ہوگی[62]" اب اس آیت میں سعید بن جبیرؒ وغیرہ نے صرف ظاہر کی طرف دیکھتے ہوئے آیت کی تفسیر کو اخذ کیا۔

8۔ آیت کے عموم سے تفسیر کرنا:

تابعین کے منہج سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عموم سے تفسیر اخذ کرنے میں وسعت سے کام لیتے تھے۔ آیت کے عموم کو مقدم رکھتے تھے جیسے ابن سیرینؒ انگلی کے درد کی صورت میں بھی روزہ دار کے لئے افطار کرنے کو جائز سمجھتے تھے ۔ اس لئے کہ یہ آیت :"وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ"[63]

عموم کے لئے ہے۔[64] دوسرا لفظ (مریض) سیاق شرط میں نکرہ واقع ہوا ہے۔ جو عموم پر دلالت کرتا ہے۔

9۔امر و نہی کے دلالات سے تفسیر کرنا:

محض (امر) وجوب پر دلالت کرتا ہے اور (نہی) حرام اور فساد پر دلالت کرتا ہے۔ بعض تابعین امر کی بنا پر وجوب کے حکم کو اخذ کرتے ہیں جیسے عطاءؒ، شعبیؒ وغیرہ نے: "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ"[65] میں محض امر کی بناء پر عمرہ کے وجوب پر استدلال کیا۔[66] کیونکہ محض امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔اسی طرح (نہی) فساد کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالی کے فرمان "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ "[67] سے مجاہدؒ، شعبیؒ، نخعیؒ، قاسمؒ وغیرہ نے خلع کے بطلان پر استدلال کیا۔ شوہر کیلئے عوض لینا حرام ہے جب شوہر کی طرف سے تنگ یا مارنے کے سبب عورت اس کو ناپسند کرے۔ یہاں پر "نہی" تحریم کا تقاضا کر رہی ہے اور فساد منہی عنہ (شوہر کا ظلم) ہے۔[68]

10۔ناسخ و منسوخ سے تفسیر کرنا:

تابعین ناسخ و منسوخ سے بھی تفسیر کو اخذ کرتے تھے لیکن یہ بات یاد رہے کہ تابعین میں نسخ کے معاملے میں وسعت پائی جاتی تھی۔ جیسے:

"اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ"[69]

کی تفسیر میں عطاءؒ، طاوسؒ اور سعید بن مسیبؒ زانیہ کے ساتھ نکاح کو جائز سمجھتے تھے۔اس لئے کہ یہ آیت اس کے بعد نازل ہونے والی آیت: "وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ"[70] سے منسوخ ہو گئی ہے۔

11۔اسرائیلیات سے تفسیر کرنا:

کثرت سے کتب تفسیر میں اسرائیلی روایات کا تذکرہ ملتا ہے۔اسرائیلیات کو قبول کرنے سے متعلق تابعین میں دو مختلف رویے پائے جاتے ہیں۔ایک طبقہ اسرائیلیات سے اعراض کرتا جیسے حسنؒ، شعبیؒ وغیرہ، جب کہ "ابراہیم نخعیؒ" علی الاطلاق اسرائیلی روایت لینے سے شدت اختیار کرتے۔ حضرت حسن بصریؒ واعظ ہونے کے باوجود کثرت سے بنی اسرائیل کی روایت لینے سے اعراض کرتے تھے ۔ جیسے: "فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ"[71] کی مراد بیان کرنے میں کثیر تابعین نے غوطہ زنی کی ہے۔ لیکن حسن مکمل طور پر اس سے اعراض کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: "اس میں ایسی چیز ہے جس سے نفوس سکون حاصل کرتے ہیں"[72] دوسرا طبقہ اسرائیلیات کو قبول کرنے میں تساہل سے کام لیتا تھا جیسے سدیؒ، ابوالعالیہؒ، سعید بن جبیرؒ، محمد بن کعب القرظیؒ وغیرہ۔ان میں سے حضرت سعید بن جبیر کو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ واقعات بیان کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ ابن شہابؒ کے مطابق سعید بن جبیر ہر روز دن میں دو مرتبہ واقعات ہمیں

سناتے تھے ایک فجر کی نماز کے بعد اور دوسرا عصر کی نماز کے بعد۔[73] حضرت سعید بن جبیرؒ اللہ تعالی کے فرمان: "لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ"[74] کی تاویل میں فرماتے ہیں: "حضرت یعقوب علیہ السلام مثالی صورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئے اور آپ کے سینے پر ہاتھ مارا۔ تو آپ کی شہوت آپ کی انگلیوں سے نکل گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر ایک کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے سوائے حضرت یوسف علیہ سلام کے۔ اس شہوت کی وجہ سے آپ کو نقصان ہوا اور گیارہ بیٹے پیدا ہوئے"[75] نبی کی شایان شان نہ ہونے کی وجہ سے یہ روایت منکر ہے۔ اس روایت کو بنی اسرائیل سے لیا گیا ہے۔

تفسیر القرآن الکریم کا اختصاصی مطالعہ

عبدالسلام بن محمد کا تعارف:

عبدالسلام بن محمد عالم دین اور مفسر قرآن ہیں۔ آپ پچاس سال سے زیادہ عرصہ شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ متعدد دینی کتب کے مولف اور مترجم بھی ہیں۔ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مرید کے کے بانی مدیر ہیں اور اس جامعہ کے ماتحت ملک بھر میں قائم پچاس سے زائد مدارس دینیہ کے نگران اعلیٰ ہیں۔[76] عبدالسلام بن محمد قیام پاکستان سے ایک سال قبل 27 اگست 1946ء بمطابق 29 رمضان المبارک 1365ھ میں اپنے ننھیال گوہڑ چک، پتوکی ضلع قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گاؤں بھٹہ محبت ہے۔ جو تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں واقع ہے۔ اسی نسبت سے آپ بھٹوی کہلاتے ہیں۔ آپ کے والد حافظ محمد ابو القاسم بھٹوی بھی جید عالم دین تھے۔[77] عبدالسلام بن محمد نے میٹرک اور حفظ القرآن کے بعد دینی تعلیم جامعہ محمدیہ اوکاڑہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے مکمل کی۔ آپ فاضل عربی، فاضل فارسی اور فاضلِ طب جدید نظریہ مفرد اعضاء کی سند رکھتے ہیں۔[78] عبدالسلام بن محمد نے تدریس کی ابتداء جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے کی۔ آپ 1966ء سے 1992ء تک ستائیس سال جامعہ محمدیہ سے وابستہ رہے۔ اس دوران ایک سال جامعہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی میں بھی درس وتدریس کی۔ 1992ء میں مستقل طور پر مرکز طیبہ مرید کے شیخوپورہ منتقل ہوگئے اور جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ اس جامعہ کے بانی مدیر ہیں اور یہاں سے فارغ التحصیل ہزاروں طلبہ کے استاد ہیں۔ جن میں متعدد معروف علمائے کرام بھی شامل ہیں۔[79]

تالیفات:

عبدالسلام بن محمد تدریس، خطابت اور طب وحکمت کا شغف رکھنے کے ساتھ تحریر وتحقیق سے بھی گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ آپ قرآن مجید کا آسان فہم اردو ترجمہ کرنے کے علاوہ تفسیر القرآن الکریم کے نام سے چار جلدوں پر مشتمل قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی معروف تالیفات اور تراجم میں شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام، شرح کتاب الطہارہ من بلوغ المرام،

مقالات طیبہ، احکام زکوۃ و عشر، ترجمہ اسلامی عقیدہ، ترجمہ حصن المسلم، ہم جہاد کیوں کر رہے ہیں؟، مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا فتنہ، مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج، حلال و حرام کاروبار شریعت کی روشنی میں اور ایک دین چار مذاہب جیسی تالیفات تحریر کر چکے ہیں۔[80]

تفسیر القرآن الکریم کا اسلوب

اسلوب تفسیر:

اس تفسیر کا اسلوب تفاسیر ماثورہ کی طرح ہیں۔ چنانچہ عبدالسلام بھٹوی لکھتے ہیں:

1. قرآن مجید کی سب سے زیادہ صحیح تفسیر وہ ہے جو خود اللہ تعالی نے فرمائی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی سے زیادہ اس کے کلام کے معنی و مراد کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ میں نے اختصار کے لیے ہر جگہ پوری آیات اور ان کا ترجمہ نقل کرنے کی بجائے سورتوں کے نام اور آیات کے نمبر دے دیے ہیں۔ میں نے احادیث سے متعلق پوری کوشش کی ہے کہ صرف ثابت شدہ احادیث نقل کی جائیں۔[81]
2. اس کے بعد صحابہ کرامؓ سے منقول تفسیر کا مقام ہے۔ کیونکہ وہ صاحب زبان تھے اور انہوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید سنا اور سمجھا تھا۔ پھر تابعین کے اقوال بھی قرآن مجید سمجھنے کے لئے بہت مفید ہیں بشرطیکہ صحیح سند کے ساتھ ان سے ثابت ہوں اور اسرائیلیات میں سے نہ ہوں۔[82]
3. اس تفسیر میں صرف صحیح و حسن احادیث کا التزام کیا گیا ہے۔[83]
4. اختصار کے پیش نظر احادیث کے ایک یا دو حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔ جبکہ وہ حدیث کئی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔[84]
5. پوری تفسیر میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ کسی کا نام لیے بغیر غلط بات کر رد کیا جائے۔ وہم وگمان پر مبنی باتوں سے اس تفسیر کو پاک رکھا گیا ہے۔[85]
6. آسان پیرائے میں تفسیر کو لکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ہر شخص سمجھ سکے۔

تفسیری مراجع:

1. احادیث کے لیے شیخ ناصر الدین البانیؒ کی کتب، مسند احمد اور دوسری کتب حدیث کی جدید طباعت کے محققین کی تحقیق سے رہنمائی لے گئی ہے۔
2. اردو تفاسیر میں سے سب سے زیادہ فائدہ محمد عبدہؒ کی مرتب کردہ اشرف الحواشی سے اٹھایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر اردو تفاسیر

اور حواشی سے بھی بقدر ضرورت استفادہ کیا گیا ہے۔[86]

اقوال تابعین سے استدلال کا منہج

1۔آیات اعتقادات:

ا۔ظاہر آیت سے استدلال:

عبدالسلام بھٹوی اپنی اس تفسیر میں اعتقادی آیات میں ظاہر آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ساتھ ہی صحابہ وتابعین کے ایمان کو بھی بیان کرتے ہیں جیسے:

" هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ "[87]

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:"تمام صحابہ وتابعین اللہ تعالی کے نزول پر ایمان رکھتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ جس طرح اللہ تعالی کی شان کے لائق ہے وہ ہر رات آسمان دنیا پر اترتا ہے۔قیامت کے دن بھی زمین پر اترے گا۔دوسری تمام صفات پر وہ الفاظ کے ظاہر کے مطابق ایمان رکھتے تھے"[88]یہاں پر عبدالسلام بھٹوی نے اعتقادی آیات میں ظاہر آیت سے استدلال کرنا صحابہ وتابعین سے اخذ کیا ہے۔

۲۔دو مختلف تفاسیر میں تطبیق:

ایک کے زیر تفسیر دو مختلف مطالب میں تطبیق دیتے ہیں۔جیسے:

" سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ "[89]

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"مفسرین نے اس آیت کی تفسیر دو طرح سے کی ہے۔ایک یہ کہ انّہ کی ضمیر سے مراد قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی ہم انہیں دنیا بھر میں اور خود ان میں اپنی ایسی نشانیاں دکھادیں گے۔جس سے ثابت ہو جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور قرآن حق ہے۔نشانیوں سے مراد ظاہری اسباب قلت کے باوجود اسلام کی فتوحات ہیں۔" الآفاق "سے مراد مکہ کے گرد و پیش میں اسلام کا غلبہ ہے۔جو بدر احد خندق اور دوسرے معرکوں کے ساتھ جزیرہ عرب پر اور آخر کار پوری زمین کے مشرقی اور مغربی کناروں تک پھیل گیا اور" انفسھم "سے مراد مکہ کی فتح ہے"[90]

اس میں دونوں تفاسیر کو بیان کرنے کے بعد آخر میں تطبیق دے دی کہ دونوں ہی مراد ہو سکتے ہیں۔

۳۔ قول تابعی سے تفسیر بیان کرنا:

آیت کی تفسیر قول تابعی سے بیان کرتے ہیں جیسے:

"أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ"[91]

کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

"حسن بصریؒ نے ایک اور آیت کے ساتھ اس کی بہترین تفسیر فرمائی کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں وہ اپنی کتابوں میں محمد ﷺ کو موجود پاتے تھے۔۔۔۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: وَكَانُواْ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ---"[92]

اس جگہ پر عبدالسلام بھٹوی صاحب آیت کی تفسیر ہی حضرت حسن بصری کی روایت سے کی ہے۔

۴۔ اسرائیلی روایت پر کلام کرنا:

اعتقادی آیات میں تابعین کی بیان کردہ تفسیر پر عبدالسلام صاحب کلام بھی کرتے ہیں جیسے:

" انَا اُحْيِي وَاُمِيْتُ "[93]

میں بعض تابعین کا قول نقل کیا کہ "نمرود نے دو قیدی منگوائے۔ ایک کو اس نے قتل کر دیا دوسرے کو اس نے رہا کر دیا۔ پھر کہا کہ زندہ اور مارنا میرے ہاتھ میں ہے"۔ اس کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ ان حضرات کی یہ بات اسرائیلی ہی ہو سکتی ہے۔ اس بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تاویل کی کیا ضرورت ہے"[94] اس روایت کو مفسر نے اسرائیلی ہونے کی بنا پر اعتقادات کے باب میں اس کو رد کر دیا۔ ایسی تاویلات کی ضرورت نہیں ہے۔

2۔ آیات عبادات:

ا۔ قول تابعی کو آیات قرآنیہ سے ترجیح دینا:

مفسر تابعی کی تفسیر بیان کرنے کے بعد آیات قرآنیہ سے اس کو ترجیح دیتے ہیں جیسے:

" هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ "[95]

کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ "اس آیت کی صحیح تفسیر وہ ہے جو حسن بصریؒ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ کہ بے شک شروع میں بطور تمہید آدم و حوا علیہ السلام کا ذکر ہے۔ مگر اس کے بعد "فلما تغشّھا" سے سلسلہ کلام ان کی اولاد میں سے مشرکین کی طرف منتقل ہو گیا ہے اور اس کی مثالیں قرآن میں موجود ہیں۔ جن میں فرد کے ذکر سے سلسلہ کلام جنس کی طرف منتقل ہو گیا ہے"[96]

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بعد میں (فتعلی اللہ عمّا یشرکون) یعنی تمام آیات میں آخر تک جمع کے الفاظ استعمال ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے جنس آدم مراد ہے۔ مفسر نے حسن بصریؒ کی تفسیر بیان کرنے کے بعد آیت مبارکہ کے ذریعہ سے اس کو ترجیح دے دی۔

۲۔حدیث سے قول تابعی کو ترجیح:

تابعین کی بیان کردہ تفسیر کو حدیث مبارکہ کے ذریعہ سے ترجیح دیتے ہیں۔ جیسے:

" وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا "[97]

کے تحت لکھتے ہیں:

"اسلوب کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ رزق بطور کرامت مریم علیہا السلام کے پاس پہنچ رہا تھا۔ اکثر تابعین سے منقول ہے۔"[98]

پھر تابعین کے قول کو حدیث مبارکہ کے ذریعہ سے ترجیح دی۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے حبیبؓ کی سولی کا واقعہ تفصیل سے مذکور ہے۔ مکہ کے جس گھر میں انہیں قید رکھا گیا۔

۳۔جمہور تابعین سے استدلال:

بسا اوقات آیت کی تفسیر میں جمہور تابعین کے قول سے استدلال کرتے ہیں جیسے:

" لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى "[99]

میں وانتم سکاری کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس سے شراب کا نشہ مراد ہے۔ لیکن بعض علماء نے اس سے نیند کا غلبہ مراد لیا ہے اور اس کے مناسب صحیح بخاری کی وہ حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے نیند کی حالت میں نماز سے منع فرمایا کہ معلوم نہیں ہے کیا تلاوت فرمائے اور کیا نافرمائے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے شراب کا نشہ مراد ہے اور یہی جمہور صحابہ وتابعین کا قول ہے"[100]

آیت کی تفسیر میں شراب کا نشہ مراد لینے میں جمہور تابعین سے استشہاد کیا ہے۔

۴۔ناسخ ومنسوخ سے استدلال:

بعض جگہوں پر مفسر نے اقوال تابعین کے ذریعے سے ناسخ ومنسوخ پر بھی استدلال کیا ہے جیسے:

"وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ"[101]

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جس زمانے میں یہ آیت نازل ہوئی یہودیوں کی حیثیت محض ایک معاہد قوم کی تھی۔ جس کے ساتھ صلح سے رہنے کا معاہدہ تھا اور وہ زندگی میں یعنی اسلامی حکومت کی رعایا نہ تھے۔ اس لئے نبی ﷺ کی عدالت کو اختیار دیا گیا کہ چاہے تو ان کے مقدمات کا فیصلہ کریں اور چاہیں تو انکار کر دیں اور یہی اختیار اسلامی حکومت کو کسی غیر مسلم معاہد قوم کے افراد کے درمیان فیصلہ کرنے کا ہے۔ رہے ذمی لوگ اگر وہ اپنے مقدمات اسلامی عدالت میں لائیں تو ان کے مقدمات کا فیصلہ کرنا ضروری ہوگا یہی تفصیل امام شافعی سے منقول ہے اس اختیار کا تعلق معاہد قوم سے ہے۔۔۔۔"[102]

مفسر نے نسخ والی تفسیر مراد لی ہے۔ وہ اس طرح کہ پہلے حکم عام تھا کہ رسول اللہ ﷺ یہودیوں کے بارے میں فیصلہ کرنے میں خود مختار ہیں فیصلہ کریں یا نہ کریں۔ لیکن تابعی امام نخعیؒ کے قول سے اس حکم کو مفسر نے منسوخ مانا۔ کہ جب یہودی آئیں تو نبی کریم ﷺ کو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا۔

۵۔ مؤید قول تابعی ذکر کرنا:

عبدالسلام بھٹوی اپنی بیان کردہ تفسیر کی تائید کے لئے بھی قول تابعی لاتے ہیں جیسے:

"خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ"[103]

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آگ مٹی سے افضل ہے اور افضل اپنے سے کم درجہ کو کیسے سجدہ کر سکتا ہے؟ اس نے یہ نہ دیکھا کہ حکم کون دے رہا ہے بلکہ اللہ تعالی کے واضح حکم کی موجودگی میں اپنی قیاس سے کام لیا۔"[104]

اس کی تائید میں قول تابعی کو لاتے ہیں ابن سیرینؒ کے نزدیک شرک کی بنیاد بھی قیاس ہی تھا۔[105]

۶۔ بغیر ترجیح کے جمع اقوال:

بغیر کسی ترجیح کے ایک آیت کے تحت دو مختلف اقوال تابعین بھی ذکر کر دیتے ہیں جیسے "إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا[106]" میں لکھتے ہیں۔ قتادہؒ بیان کرتے ہیں:

"کہ انس رضی اللہ عنہ نے: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا کے متعلق فرمایا: کہ اس سے مراد صلح حدیبیہ ہے"[107]

زید بن اسلمؒ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

"کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں چل رہے تھے۔ رات کو عمر بن خطاب بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ عمر بن خطاب نے نبی کریم ﷺ سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں جواب نہ دیا، انہوں نے پھر سوال کیا رسول کریم ﷺ نے جواب نہ دیا، تو عمر نے پھر سوال کیا تو رسول کریم ﷺ نے جواب نہ دیا۔ عمر بن خطاب نے کہا: عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے اصرار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ سوال کیا لیکن ہر بار آپ نے جواب نہیں دیا۔ عمر فرماتے ہیں چنانچہ میں اپنی اونٹنی کو حرکت دے کر مسلمانوں سے آگے نکل گیا اس خوف سے کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نازل نہ ہو جائے۔ کچھ دیر بعد ہی اچانک سنا تو ایک اعلان کرنے والا میرا نام لے کر بلانے کے لیے اعلان کر رہا تھا میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میں یہی سمجھ رہا تھا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے۔ میں نے سلام کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات مجھ پر وہ سورت اتری ہے جو مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے پڑھا (اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا)۔ اس سے یہ واقعہ مراد ہے"[108]

تفسیر میں دونوں اقوال ذکر کرنے کے بعد کسی کو بھی مفسر نے ترجیح نہیں دی۔

۷۔ ضمنا قول تابعی کو بیان کرنا:

بعض مرتبہ آیت کی تفسیر میں احادیث وواقعات نقل کرنے کے بعد ضمنی طور پر قول تابعی ذکر کرتے ہیں۔ جیسے:

" وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل "[109]

کی تفسیر میں رسول کریم ﷺ کی وفات کے موقع پر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کا واقعہ نقل کرنے کے بعد ضمنا سعید بن مسیبؒ کی روایت لائے۔ سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے:

"کہ عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے ابو بکرؓ سے جب اس آیت کی تلاوت سنی تو میں کھڑے کا کھڑا رہ گیا میرے پاؤں مجھے اٹھا نہیں رہے تھے یہاں تک کہ میں گر گیا"[110]

۸۔ اسرائیلی روایات کی تصدیق نہ تکذیب:

عبد السلام بھٹوی اسرائیلی روایات میں اقوال تابعین ذکر کرنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ان میں سے کسی قول کی تصدیق یا تردید کا کوئی صحیح ذریعہ نہیں جیسے:

" وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ "[111]

کی تفسیر میں بنی اسرائیل کی عذاب کی مدت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ تفسیر طبری میں تابعین کی بعض روایات میں عذاب کا عرصہ ایک ہفتہ اور درمیانی عافیت کا ایک ماہ لکھا ہے۔ مگر ہمارے پاس ان میں سے کسی قول کی تصدیق یا تردید کا کوئی صحیح ذریعہ نہیں۔[112]

۹۔روایت کی صحت پر کلام کرنا:

مفسر اپنی اس تفسیر میں جگہ جگہ اقوال تابعین کی روایت کی صحت پر بھی کلام کرتے ہیں۔ یہ روایت صحیح ہے حسن ہے منقطع ہے یا ضعیف جیسے:

" وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا "[113]

کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"فرعون کے جادوگروں نے حضرت موسی علیہ السلام کا معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان لے آئے اور اسی حالات میں موت کی دعا کی۔ مشہور قول کے مطابق وہ قتل کر دیئے گئے چنانچہ طبری اور دوسرے مفسرین نے ابن عباس کا قول ذکر کیا ہے۔ کہ شروع دن میں وہ جادوگر تھے اور پھر دن کے آخری حصہ میں وہ شہداء میں داخل ہو گئے"[114]

پھر مفسر اس قول کی سند پر کلام کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ کا یہ قول ابن ابی حاتم نے ضعیف سند کے ساتھ سدیؒ عن ابن عباسؓ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ جب کہ سدیؒ نے ابن عباسؓ سے نہیں سنا۔ لہذا یہ روایت منقطع ہے صحیح نہیں۔ قرآن مجید نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ ان کا انجام کیا ہوا۔[115] لفظ "المسجور" کے تحت لغوی معنی جو مجاہدؒ نے بیان کیا اس کے بارے میں "سند حسن" اور قتادہؒ کے قول کے بارے میں "سند صحیح" لکھ دیا۔[116]

3۔آیات معاشرت:

ا۔شان نزول کو بیان کرنا:

اس باب میں مفسر نے قول تابعی سے شان نزول کو بیان کیا جیسے:

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ "[117]

کی تفسیر میں ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں:

"دو سب سے بہتر آدمی قریب تھے کہ ہلاک ہو جاتے ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں نے اپنی آوازیں بلند کیں جب بنو تمیم کے شتر سوار نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ تو ان دونوں بہترین آدمی میں سے ایک نے بنی مجاشع کے اقرع بن حابس (کو بنو تمیم کا) امیر مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔۔۔"[118]

جہاں اس آیت کے شان نزول معلوم ہوا۔ وہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی موجودگی میں گفتگو کے آداب کا بھی علم ہوتا ہے کہ اپنی آوازوں کو رسول ﷺ کی آواز سے بلند نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔حاکم وقت کی خصوصیات بیان کرنا:

اچھا معاشرہ اسی وقت تشکیل پا سکتا ہے جب حاکم وقت اچھی خصوصیات کا حامل ہو۔ مفسر نے حاکم وقت کی خصوصیات کو قول تابعی سے بیان کر دیا۔

" فَلَا تَخْشَوُن النَّاسَ وَاخْشَوْنِ "[119]

حسن بصریؒ فرماتے ہیں حکام پر اللہ تعالی نے تین چیزیں لازم کی ہیں:

- خواہش کی پیروی نہ کریں (وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ) اور فرمایا (يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا)
- صحیح فیصلہ کرنے میں لوگوں سے نہ ڈریں (فَلَا تَخْشَوُن النَّاسَ وَاخْشَوْنِ)
- رشوت لے کر غلط فیصلہ نہ کریں (وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا) یہ تینوں باتیں اس آیت میں مذکور ہیں۔ [120]

نبی ﷺ کے مکانات کا ذکر کرنا:

نبی کریم ﷺ نے کس طرح کے مکانات میں معاشرتی زندگی بسر کی۔ اس مکان کی ہیئت کو بیان کرنے کیلئے قول تابعی سے استدلال کیا۔ تاکہ لوگوں میں حرص کا خاتمہ ہو سکے جیسے:

" اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ "[121]

کی تفسیر میں سعید بن مسیبؒ کا قول بیان کیا:

"سعید بن مسیبؒ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے پسند تھا کہ ان حجروں کو ان کی حالت پر رہنے دیا جاتا تھا۔ تاکہ اہل مدینہ کے بچے بڑے ہوتے اور تمام دنیا سے آنے والے آتے تو دیکھتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کیسے گھروں پر اکتفاء کیا ہے۔ اس سے ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کے حرص اور اس پر فخر کرنے کے بجائے زہد اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی"[122]

۳۔مؤید قول تابعی سے استشہاد کرنا:

اپنی بیان کردہ تفسیر کی تائید کے لیے قول تابعی سے استدلال کرنا جیسے:

'' لَيۡسَ عَلَي الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ ''[123]

کی تفسیر یوں بیان کی۔اس کے مطابق معذور لوگوں کو حق ہے کہ وہ معذور ہونے کی وجہ سے اپنے یادوسروں کے گھروں میں سے اپنی بھوک مٹانے کے لیے بغیر ہچکچاہٹ کے کھانا کھاسکتے ہیں۔حضرت مجاہدؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

''آدمی کسی اندھے یا لنگڑے یا بیمار کو لے کر اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر کھانے کے لئے لے جاتا تو وہ معذور ہونے میں گناہ محسوس کرتے کہ یہ لوگ ہمیں دوسروں کے گھروں میں لے جاتے ہیں اس پر یہ آیت ان کے لیے رخصت بیان کرنے کے لیے اتری''[124]

اس تفسیر سے معاشرتی پہلو کو لے کر یہ بات معلوم ہوئی کہ معذور لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کہیں سے بھی کھانا کھاسکتے ہیں۔

4۔تعیین معنی میں منہج:

ا۔قول تابعی سے معنی بیان کرنا:

اس تفسیر میں بغیر تعیین کے ویسے ہی معنی بیان کرنے کے لیے قول تابعی کو لائے ہیں جیسے

"اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ"[125]

میں بفاحشة مبينة سے مراد عکرمہؒ اور ضحاکؒ نے سرکشی اور نافرمانی مراد لی ہے۔

۲۔لغوی معنی کی تعیین:

مفسر لغوی معنی کی تعیین کے لئے بھی قول تابعی سے استشہاد کرتے ہیں جیسے

''وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ''[126]

لفظ"المسجور "کی لغوی تفسیر یوں تحریر کرتے ہیں۔

''"لفظ"المسجور"لغت کے لحاظ سے جن کیفیتوں کا اظہار کرتا ہے وہ تینوں یہاں مراد لی جاسکتی ہیں۔قتادہ نے فرمایا:" الممتلی " بھرا ہوا۔مجاہد نے فرمایا:" الموقد "بھڑکایا ہوا۔علی بن ابی طلحہ کی سند کے ساتھ ابن عباس کا قول نقل کیا ہے" البحر المسجور " المحبوس ''[127]

۳۔ غیر مرجوح معنی کا بیان:

عبدالسلام بھٹوی تعیین معنی کے لئے قول تابعی ذکر تو کرتے ہیں۔ لیکن اس کو ترجیح نہیں دیتے جیسے لفظ "طٰہ" کی تفسیر میں حسنؒ اور قتادہؒ کا قول نقل کیا ہے۔ ''طٰہٰ کا معنی ہے "یا رجل" اے آدمی! کیوں کہ قبیلہ بنو عک میں یہ لفظ اسی معنی میں بولا جاتا تھا۔ مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ کیوں کہ قرآن مجید قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے''[128] اس میں مفسر نے حسنؒ اور قتادہؒ کے غیر مرجوح معنی بیان کئے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی راجح معنی کو بھی واضح کر دیا۔

تیسیر القرآن میں اقوال تابعین سے استدلال کا منہج

عبدالرحمن کیلانیؒ کا تعارف

عبدالرحمن کیلانی 11 نومبر 1923 کو کیلیاں والا ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جن کا آبائی پیشہ کتابت تھا۔ بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ٹویشن پڑھا کر اور کبھی دکان کے ذریعہ اپنے والد صاحب کا ہاتھ بٹایا۔ تاہم امتحانات میں عموما اعلی کارکردگی دکھائی۔ مختصر عرصہ کے لئے فوج میں ملازمت کی۔ بعد ازاں وہاں سے استعفی دے کر کتابت کو بطور پیشہ اختیار کیا۔ 1947 سے لے کر 1945 تک اردو کتابت کی اور اس وقت کے سب سے معروف ادارے فیروز سنز سے منسلک رہے۔ 1965ء میں قرآن مجید کی کتابت شروع کی اور تاج کمپنی کے لیے کام کرتے رہے۔ نے پچاس کے قریب قرآن پاک کی کتابت کی سعادت حاصل کی۔ کتابت کے سلسلہ میں خاندان کے بہت سے لوگوں کو کتابت سکھا کر باعزت روزگار پر لگا دیا۔ 1980ء کے بعد جب انہیں فکر معاش سے قدر آزادی نصیب ہوئی تو تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔[129]

تصانیف:

ان کی تصانیف میں مترادفات القرآن، آئینہ پرویزیت، شریعت وطریقت، خلافت وجمہوریت، تجارت اور لین دین کے مسائل، عقل پرستی اور انکار معجزات، روح، عذاب قبر اور سماع موتی، احکام ستر وحجاب، اسلام میں دولت کے مصارف اور الشمس والقمر بحسبان شامل ہیں۔ تیسیر القرآن ان کی عمر کے آخری سالوں کی کاوش کا ماحاصل ہے۔[130]

18 دسمبر 1955 کو نماز عشاء میں سجدہ کی حالت میں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

تیسیر القرآن کا اسلوب تفسیر

پروفیسر نجیب الرحمن کیلانی نے اس تفسیر کے اسلوب اور خصوصیات بیان کئے ہیں:

1. اس کا ترجمہ سلیس اور بامحاورہ ہے۔ ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا پوری شدت سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ نہ محض لفظی ہو اور نہ ہی

صرف ترجمانی بلکہ سلیس اور عام انداز میں محاورے کا حتی الوسع خیال رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔تاہم جو الفاظ صرف ربط مضمون کے لئے لائے ہیں۔وہ بریکٹ میں دیے گئے ہیں۔

2. علمائے اہل سنت کے طرز پر لکھی گئی گزشتہ تمام تفاسیر ماثور کی جامع پہلی مفصل تفسیر بالحدیث ہے۔جو کسی خاص مسلک یا فقہ کی ترجمانی کی بجائے براہ راست قرآن کریم، صحاح ستہ کی صحیح اور حسن درجہ کی احادیث،اقوال صحابہ وتابعین پر مبنی ہے۔ہر حدیث کا مکمل حوالہ موجود ہے۔
3. پیچیدہ اور دقیق مسائل کو بیان کرنے کے لیے نہایت واضح اور سادہ طرز بیان اور منطقی اسلوب اختیار کرنے کی سعی کی گئی ہے۔گنجلک فلسفی مباحث کو ایسے انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ قاری کی سمجھ میں بات اتر جائے اگر کوئی اشتباہ ہو تو رفع ہو جائے۔
4. اختلافی اور فروعی مسائل میں اعتدال کی راہ اختیار کی گئی ہے۔نہ بے جا کسی کی تردید کی ہے نہ خوامخواہ جانبداری کی گئی ہے۔البتہ نقلی و عقلی دلائل سے واضح موقف اختیار کیا گیا ہے۔
5. مسائل کا صحیح رخ متعین کرتے وقت مخالفین کی فکری سوچ پر پوری عالمی قوت سے گرفت کی ہے اس ضمن میں قدیم وجدید منکرین حدیث کی نامناسب استدلالات کا منہ توڑ جواب دیا گیا ہے البتہ ایسے موقع پر صاحب تفسیر نے معذرت خواہی اور لجاجت کا انداز اختیار نہیں کیا۔
6. جدید مغرب زدہ طبقے کے پھیلائے شکوک وشبہات اور اعتراضات کا کافی پر زور استدلال کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔سود لینے دینے تجارت کے غیر شرعی اقسام، تعدد ازواج لونڈیوں اور غلاموں کے مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے۔احکام وراثت میں دلائل کے ذریعے اسلامی احکام کی برتری وحقانیت کو ثابت کیا ہے کہ یہ احکام فطرت انسانی کے عین مطابق اور انسانیت کی فلاح کا موجب ہیں۔
7. عقل پرست فرق باطلہ مثلاً معتزلہ، خوارج ومرجیہ وغیرہ کے دلائل پر محاکمہ ومحاسبہ کر کے ان کی فکری کوتاہیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔
8. خیر خواہانہ اور ناصحانہ انداز میں بدعی اور مشرکانہ خیالات پر ضرب کاری لگائی گئی ہے۔
9. آیات کریمہ کا جدید سائنسی تحقیق کے ساتھ تقابل کیا گیا ہے۔ایسے مقامات پر مرحوم نے قرآن مجید کی فوقیت اور آفاقیت کو ثابت کرتے ہوئے کہا ہے کہ نہ تو قرآن سائنس کے مخالف اور نہ سائنس ہی حقائق قرآن کے خلاف ہیں۔بلکہ موجودہ سائنس تو قرآن کے بیان کی تائید کرتی ہے۔[131]

اقوال تابعین سے استدلال کا منہج

1۔آیات اعتقادات:

ا۔روایت تابعی سے استدلال کرنا:

شب معراج کے موقع پر رویت باری تعالی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیلانیؒ قول تابعی سے عدم رؤیت کو ترجیح دیتے ہیں جیسے مسروقؒ کہتے ہیں

''کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: امی کیا محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟انہوں نے جواب دیا: "تیری اس بات پر تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ تین باتیں کیا تو سمجھ نہیں سکتا جو شخص تجھ سے وہ بیان کرے وہ جھوٹا ہے۔(ان میں سے ایکیہ ھے) جو شخص تجھ سے یہ کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا اس نے جھوٹ بولا پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی'' لا تدرکھالابصاروھو یدرک الابصار''[132]اور جو شخص تجھ سے یہ کہے کہ آپ ﷺ کل کو ہونے والی بات جانتے تھے اس نے بھی جھوٹ بولا۔پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔''وَما تَدْري نَفْسٌ ماذا تَكْسِبُ غَدًا'' اور جو شخص تجھ سے یہ کہے کہ نبی ﷺ نے وحی سے کچھ چھپا رکھا ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے۔پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔''يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ'' بلکہ آپ ﷺ نے جبرائیل کو ان کی اصلی صورت میں دو بار دیکھا تھا''

شعبیؒ کہتے ہیں:

''کہ عرفات میں کعبؓ کی ابن عباسؓ سے ملاقات ہوئی اور ان سے کوئی بات پوچھی۔ پھر کعبؓ نے اتنے زور سے اللہ اکبر کہا کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ابن عباسؓ نے کہا ہم بنو ہاشم ہیں کعب کہنے لگے کہ اللہ تعالی نے اپنے دیدار اور کلام کو محمد ﷺ اور موسی علیہ السلام میں تقسیم کیا۔۔۔''[133]

ان دونوں روایات سے وہ اللہ تعالی کی عدم رؤیت اور جبرائیل امین کی رؤیت پر استدلال کرتے ہیں۔

۲۔قول تابعی سے تفسیر کرنا:

بسااوقات اعتقادی آیات کی تفسیر ہی قول تابعی سے بیان کرتے ہیں جیسے

"رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ"[134]

میں لکھتے ہیں: ''اس بات کا امکان ہے کہ آسمان ستونوں یا سہاروں پر قائم ہو لیکن ممکن ہے وہ ستون یا سہارے غیر مرئی ھوں، انہیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں سیدنا ابن عباسؓ، مجاہدؒ، حسن بصریؒ، قتادہؒ اور بعض دوسروں سے ایسی ہی روایت کی گئی ہے ''[135]

اس میں تفسیر تابعی کے ذریعہ سے آسمان کے قائم ہونے کی وضاحت کر دی کہ وہ کس طرح قائم ہے۔

۳۔ضمنا قول تابعی بیان کر دینا:

بعض مقامات پر مختلف مفاہیم بیان کرتے ہوئے ضمنا تابعین کا بیان کردہ مفہوم بھی بیان کرتے ہیں جیسے

''وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا''[136]

2۔آیات عبادات:

ا۔فقہی استنباط کرنا:

عبدالرحمٰن کیلانیؒ مسائل کا استنباط اقوال تابعین سے کرتے ہیں۔اس کی مثال درج ذیل ہے:

رہن کے احکام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

: مرہونہ چیز کے نفع و نقصان کا ذمہ دار راہن ہی ہوتا ہے اور مرتہن کے پاس وہ چیز بطور امانت ہوتی ہے۔ چنانچہ سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گروی رکھنا کسی مرہونہ چیز کو اس کے اصل مالک سے نہیں روک سکتا۔اس کا فائدہ بھی اسی کے لئے ہے اور اس کا نقصان بھی اسی پر ہے''[137]

یہاں پر مفسر نے تابعی کی مرسل روایت سے حکم کا استنباط کیا۔ابن المسیبؒ کی مرسلات تمام مذاہب میں حجت ہیں۔یہاں تک کہ امام شافعیؒ ان کی مرسلات کو "حسن" کا درجہ دیتے ہیں۔

۲۔تعیین معنی پر استشہاد کرنا:

کیلانیؒ کچھ مقامات پر معنی متعین کرنے کے لیے قول تابعی سے استشہاد کرتے ہیں۔جیسے:

'' اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ ''[138]

میں لفظ "صلٰوۃ" کی مراد پر رقمطراز ہیں۔ابو العالیہؒ نے کہا اللہ کی صلٰوۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی فرشتوں ہیں رسول ﷺ کی تعریف کرتا ہے اور فرشتوں کی صلاۃ سے "دعا" مراد ہے۔[139]

یہاں پر صلوۃ کی مراد کی وضاحت قول تابعی سے ہمارے سامنے آگئی۔

۳۔ قول تابعی سے تفسیر بیان کرنا:

اس باب میں بھی کیلانیؒ نے "تفسیر" تابعی کے قول سے بیان کی ہے جیسے:

" وَاِذْ قَالَ مُوْسٰي لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ "[140]

موسی علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے کسب فیض کے حکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں'' کہ میں نے ابن عباسؓ کو کہا کہ نوف بکالی (کعب احبار کا بیٹا) کہتا ہے جو موسی علیہ السلام تھے۔ وہ بنی اسرائیل کے موسی علیہ السلام نہ تھے (وہ موسی بن افرائیم بن یوسف تھے) ابن عباس کہنے لگے، وہ اللہ کا دشمن جھوٹ بکتا ہے۔''[141]

۴۔ قول تابعی سے تفسیری نکتہ بیان کرنا:

کیلانیؒ ایک لفظ کے مختلف نکات اور مفاہیم بیان کرتے ہوئے بھی قول تابعی کو ذکر کرتے ہیں۔ جیسے:

" اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ "[142]

کے تحت لفظ کوثر کے مختلف مفاہیم بیان کرتے ہیں۔ان میں سے ایک مفہوم سعید بن جبیرؒ تابعی کا بھی بیان کرتے ہیں۔

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں:

'' کہ ابن عباسؓ نے فرمایا: کوثر سے ہر وہ بھلائی مراد ہے جو اللہ تعالی نے رسول ﷺ کو عطا کی۔ابو بشیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ سے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ سعید نے جواب دیا کہ جنت والی نہر بھی اس بھلائی میں داخل ہے جو اللہ نے آپ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی''[143]

۵۔ تابعی کے قول کو ترجیح دینا:

ایک آیت کے تحت آنے والے دو روایات میں سے ایک کو ترجیح بھی دیتے ہیں جیسے:

" لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ "[144]

کے تحت لکھتے ہیں:

'' وہ درخت جس کے نیچے بیعت کی گئی تھی۔اس کے متعلق دو طرح کی روایات ملتی ہیں۔ طبری کی روایت کے مطابق مسلمان اس درخت کی زیارت کو جانے لگے۔''[145]

پھر اس صحیح روایت کو ذکر کرتے ہیں۔ طارق بن عبد الرحمن کہتے ہیں

''کہ میں حج کی نیت سے روانہ ہوا راستے میں کچھ لوگوں کو نماز ادا کرتے دیکھا۔ تو پوچھا کہ یہ مسجد کیسی ہے کہنے لگے یہاں وہ درخت تھا۔۔۔''[146]

٦۔ قول تابعی سے تفسیری تائید بیان کرنا:

بعض مرتبہ آیت کی تفسیر کرتے ہیں۔ پھر اس کی تائید میں قول تابعیلاتے ہیں جیسے:

''وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ''[147]

اس دوسرے مطلب کی تائید میں حضرت مجاہدؒ کا قول لائے۔ مجاہد کہتے ہیں:

''کہ ابن عباسؓ نے مجھے حکم دیا کہ ہر فرض نماز کے بعد تسبیح پڑھا کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ) کا یہی مطلب ہے''[148]

3۔ آیات معاشرت:

١۔ روایت تابعی سے ادب کا بیان:

ایک ہی مسئلہ میں دو مختلف فیصلے آجائیں تو غلط فیصلے کا کیسے ادب کیا جائے۔ تو اس کو تفسیر میں قول تابعی سے واضح کر دیتے ہیں جیسے حسن بصری کہتے ہیں:

''کہ اللہ تعالی نے داؤد اور سلیمان علیہ السلام دونوں کو قوت فیصلہ اور علم دیا تھا۔ پھر اللہ نے سلیمان علیہ السلام کی تعریف کی اور داؤد پر ملامت نہیں کی (اگرچہ وہ فیصلہ درست نہ تھا)۔''

٢۔ قول تابعی سے برائی پر ترہیب کرنا:

مفسر معاشرتی برائی پر ترہیب دلانے کیلئے قول تابعی سے تفسیر اخذ کرتے ہیں۔ جیسے:

'' وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ''[149]

کی تفسیر میں خودکشی کی حرمت پر تین مطلب بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے دوسرا مطلب یہ ہے ''کہ خودکشی نہ کرو کیوں کہ انسان کی اپنی جان پر بھی اس کا اپنا تصرف ممنوع اور خودکشی گناہ کبیرہ ہے۔

''چنانچہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی کو ایک پھوڑا نکلا جب اسے تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے اپنی ترکش سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا۔''[150]

٣۔ رسم ورواج کا توڑ:

معاشرے میں پھیلے رسم ورواج کو کیسے ختم کیا جائے۔ تو اس اصلاحی پہلو کو روایت تابعین سے بیان کیا جیسے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ "[151]

آیت کا یہ مطلب ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی رسول تو کیا کوئی نبی آنے والا نہیں۔ لہذا نبی کریم ﷺ کے بعد اس پورے دستور کی اصلاح ممکن ہی نہ تھی۔ لہذا ضروری تھا کہ رسول ﷺ خود اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرتے تاکہ دوسرے مسلمانوں کے لئے راستہ ہموار ہو جائے اور انہیں ایسا کرنے میں کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔ تاہم یہ جملہ ایک ٹھوس حقیقت پر مبنی ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ عامر الشعبیؒ کہتے ہیں:

"کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی بیٹا زندہ نہ رہا تھا تاکہ اس آیت کا مضمون صادق آ جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے باپ نہیں "[152]

رسم ورواج کے توڑ پر عامر شعبیؒ کی روایت کو تفسیر میں بیان کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی رسم بد کو توڑنے کا آغاز اپنے سے کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس سے لوگوں پر تاثر اچھا پڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے سے آغاز کر کے لوگوں کی ہچکچاہٹ کو دور کر دیا کہ اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ شان نزول بیان کرنا:

معاشرت کے باب میں کیلانیؒ شان نزول کو قول تابعی سے بیان کرتے ہیں۔ جیسے:

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ "[153]

جب تم نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہو تو ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھو" اس آیت کا شان نزول درج ذیل حدیث میں ہے۔ ابن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں:

"کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے کی بنا پر دو نیک ترین آدمی تباہ ہونے کو تھے یعنی سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ جب کہ بنی تمیم کا ایک وفد 9 ہجری میں آپ کے پاس آیا اور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کا کوئی سردار مقرر فرما دیں۔ ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس کی سرداری کا مشورہ دیا جو بنی مجاشع بنو تمیم کی ایک شاخ میں سے تھا اور دوسرے نے کسی دوسرے قعقاع بن معبد کے متعلق مشورہ دیا نافع ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا اس پر سیدنا ابو بکرؓ سیدنا عمرؓ کو کہنے لگے کہ آپ تو مجھ سے اختلاف ہی کرنا چاہتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا میں آپ سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا کہ یہ مصلحت کا تقاضا ہے اس معاملے میں دونوں کی آواز بلند ہو گئیں تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی "[154]

یہاں پر مفسر نے آیت کی تفسیر تابعی کے بیان کردہ شان نزول سے کی ہے۔ جہاں ہمیں اس آیت کا پس منظر معلوم ہوا وہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتے ہوئے آداب گفتگو بھی معلوم ہو گئے کہ ادب پست آواز میں ہے نہ کہ بلند آواز میں۔

خلاصہ بحث:

مقالہھذا میں تابعین کیاخذ تفسیر کے منہج پر بحث کی گئی ہے۔پہلے حصہ میں کے ضمن میں دو مباحث ہیں؛پہلی بحث میں تابعین کی تفسیر اخذ کرنے کے مختلف اسالیب و مناہج کو واضح کیا گیا ہے جبکہ دوسری بحث میں تابعین کا قرآن مجید سے تفسیر اخذ کرنے کے مختلف طریقے مع امثلہ ،اسی طرح احادیث،اقوال صحابہ،نظائرِ قرآن اور لغت واجتہاد وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔دوسرے حصہ میں بھی دو مباحث ہیں؛پہلی بحث میں تفسیر القرآن الکریم از عبدالسلام بن محمد بھٹوی میں اقوالِ تابعین سے طریقہ اخذ تفسیر کے مناہج کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔جبکہ دوسری بحث میں تیسیر القرآن از عبدالرحمٰن کیلانی میں اقوالِ تابعین سے طریقہ اخذ تفسیر کے مناہج کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] البقرہ:228

al-Baqarah : 228

[2] غافر:11

Ghāfr : 11

[3] طبری،محمد بن جریر،تفسیر طبری،دار الکتب العلمیہ،بیروت،2010ء،ج1،ص419

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, dārālktb al‘lmyh, Bayrūt, 2010’, V1, P 419

[4] فاطر:32

Fāṭir : 32

[5] طبری،محمد بن جریر،تفسیر طبری،ج22،ص135

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 22, P 135

[6] الانعام:83

al-In‘ām: 83

[7] الانعام:82

al-In‘ām: 82

[8] الانعام:112

al-In‘ām: 112

[9] التوبۃ:29

al-Tawbah : 29

[10] طبری،محمد بن جریر،تفسیر طبری،ج2،ص137

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 2, P 137

[11] المائدہ:32

al-Mā'idah : 32

[12] النساء:93

al-Nisā' : 93

[13] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج10، ص236

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 10, P 236

[14] التوبۃ:106

al-Tawbah : 106

[15] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج14، ص545

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 14, P 545

[16] النحل:44

al-Naḥl : 44

[17] آل عمران:97

Āl 'Umrān : 97

[18] طبری، تفسیر طبری، ج7، ص41، 42

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 7, P 41, 42

[19] الحاقۃ:18

Alḥāqh : 18

[20] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج29، ص59

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 29, P 59

[21] ایضاً، ص60

Ibid, P 60

[22] آل عمران:55

Āl 'Imrān : 97

[23] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج6، ص455

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 6, P 455

[24] البقرہ:231

al-Baqarah : 231

[25] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج5، ص13

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 5, P 13

[26] الانعام:61

al-In'ām: 61

[27] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج11، ص410

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 11, P 410

[28]ایضاً

Ibid

[29]الانعام:98

al-In'ām: 98

[30]طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج11، ص564

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 11, P 564

[31]ایضاً، ص565

Ibid, P 565

[32]الاسراء:78

al-Isrā' : 78

[33]طبری، تفسیر طبری، ج15، ص136

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 15, P 136

[34]ایضاً، ج15، ص135

Ibid, V 15, P 135

[35]ایضاً، ص136

Ibid, P 136

[36]ایضاً، ص136،137

Ibid, P 136-137

[37]ایضاً، ج1، ص75

Ibid, V 1, P 75

[38]زرکشی، محمد بن عبداللہ، البرھان فی علوم القرآن، دار التراث، القاہرہ، ج1، ص292

Zarkashī, Muḥammad ibn 'Abd Allāh, al-burhān fī 'ulūm al-Qur'ān, Dār al-Turāth, al-Qāhirah, V 1, P 292

[39]یوسف:30

Yūsuf : 30

[40]طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج16، ص63

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 16, P 63

[41]الرحمن:76

al-Raḥmān : 76

[42]طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج27، ص163

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 27, P 163

[43]المائدہ:2

al-Mā'idah : 2

[44] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج9، ص468

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 9, P 468

[45] القیامۃ:29

al-Qiyāmah : 29

[46] سیوطی، عبدالرحمان بن ابو بکر، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، دار الفکر، بیروت، 1432ھ، ج8، ص362

Suyūṭī, ʻAbd al-Raḥmān ibn Abū Bakr, al-Durr al-manthūr fī al-tafsīr almāthwr, Dār al-Fikr, Bayrūt, 1432h, V 8, P 362

[47] البلد:16

al-Balad : 16

[48] سیوطی، عبدالرحمان بن ابو بکر، الدر المنثور فی التفسیر الماثور، ج8، ص525

Suyūṭī, ʻAbd al-Raḥmān ibn Abū Bakr, al-Durr al-manthūr fī al-tafsīr almāthwr, V 8, P 525

[49] المائدہ:90

al-Mā'idah : 90

[50] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج4، ص322

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 4, P 322

[51] طٰہ:129

Ṭāhā : 129

[52] ابوالنیل، محمد عبدالسلام، تفسیر مجاہد بن جبر، دار الفکر الاسلامی، القاہرہ، 1410ھ، ص468

Abū al-Nīl, Muḥammad ʻAbd al-Salām, tafsīr Mujāhid ibn Jabr, Dār al-Fikr al-Islāmī, al-Qāhirah, 1410h, P 468

[53] النساء:82

al-Nisā' : 82

[54] البقرہ:88

al-Baqarah : 88

[55] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج2، ص329

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 2, P 329

[56] البقرہ:169

al-Baqarah : 169

[57] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج3، ص303

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 3, P 303

[58] البقرہ:182

al-Baqarah : 182

[59] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج3، ص406،407

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 3, P 406, 407

[60] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج4، ص8، 14

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 4, P 8, 14

[61] احزاب:49

Aḥzāb : 49

[62] بغوی، حسین بن مسعود، تفسیر بغوی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1411ھ، ج6، ص361، 362

Baghawī, Ḥusayn ibn Mas'ūd, tafsīr Baghawī, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Bayrūt, Lubnān, 1411h, V 6, P 361, 362

[63] البقرہ:185

al-Baqarah : 185

[64] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج3، ص458

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 3, P 458

[65] البقرہ:196

al-Baqarah : 196

[66] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج4، ص12

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 4, P 12

[67] النساء:19

al-Nisā' : 19

[68] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی، دار عالم الکتب، ریاض، 1417ھ، جلد10ص272

Ibn Qudāmah, 'Abd Allāh ibn Aḥmad ibn Muḥammad, al-Mughnī, Dār 'Ālam al-Kutub, Riyāḍ, 1417h, V 10, P 272

[69] النور:3

al-Nūr : 3

[70] النور:32

al-Nūr : 32

[71] البقرہ:248

al-Baqarah : 248

[72] سیوطی، عبدالرحمان بن الکمال، الدر المنثور، ج1، ص758

Suyūṭī, 'Abd al-Raḥmān ibn al-kamāl, al-Durr al-manthūr, V 1, P 758

[73] ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی، المنتظم فی تاریخ الملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ، ج7، ص6

Ibn Jawzī, 'Abd al-Raḥmān ibn 'Alī, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Bayrūt, 1415h, V 7, P 6

[74] یوسف:24

Yūsuf : 24

[75] طبری، محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج16، ص43

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, tafsīr Ṭabarī, V 16, P 43

[76]علوی، فرحت نسیم، احمد، مقصود، مولانا محمد جوناگھڑی اور حافظ عبدالسلام بھٹوی کے ترجمہ قرآن پاک کا تقابلی جائزہ، (شش ماہی) جہات الاسلام، پنجاب یونیورسٹی ،لاہور، ج13، شمارہ نمبر2، جولائی۔دسمبر2020ء

'Alawī, frḥt Nasīm, Aḥmad, mawlānā Muḥammad jwnā grhy Ūr Ḥāfiẓ 'Abdussalām bhtwy ky tarjamahu Qur'ān pāk kā taqābulī jā'zh, (shsh māhy) Jihāt al-Islām, Punjāb University, Lāhūr, V13, Issue 2, july - December 2020

[77]ایضا

Ibid

[78]ایضا

Ibid

[79]ایضا

Ibid

[80]علوی، فرحت نسیم، احمد، مقصود، مولانا محمد جوناگھڑی اور حافظ عبدالسلام بھٹوی کے ترجمہ قرآن پاک کا تقابلی جائزہ، (شش ماہی) جہات الاسلام، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ج13، شمارہ نمبر2، جولائی۔دسمبر2020ء

'Alawī, frḥt Nasīm, Aḥmad, mawlānā Muḥammad jwnā grhy Ūr Ḥāfiẓ 'Abdussalām bhtwy ky tarjamahu Qur'ān pāk kā taqābulī jā'zh, (shsh māhy) Jihāt al-Islām, Punjāb University, Lāhūr, V13, Issue 2, july - December 2020

[81]بھٹوی، عبدالسلام، مقدمہ تفسیر القرآن الکریم، دارالاندلس، لاہور، 2016، ج1، ص17، 18

Bhtwy, 'Abd al-Salām, muqaddimah tafsīr al-Qur'ān al-Karīm, Dār al-Andalus, Lāhūr, 2016, V 1, P 18

[82]ایضاً، ص18

Ibid, P 18

[83]ایضاً

Ibid

[84]ایضاً

Ibid

[85]بھٹوی، عبدالسلام، مقدمہ تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص18

Bhutwi, 'Abd al-Salām, muqaddimah tafsīr al-Qur'ān al-Karīm, V 1, P 18

[86]ایضاً، ص24

Ibid, P 24

[87]البقرۃ:210

al-Baqarah : 210

[88]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص168

Bhutwi, 'Abd al-Salām, tafsīr al-Qur'ān al-Karīm, V 1, P 168

[89]فصلت:53

Fuṣṣilat: 53

[90]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج4، ص107

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 4, P 107

[91]آل عمران:87

Āl ‘imrān: 87

[92]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص275

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 275

[93]البقرۃ:258

al-Baqarah: 258

[94]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص212

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 212

[95]اعراف:189

A‘rāf: 189

[96]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص712

Ibid, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 712

[97]آل عمران:37

Āl ‘Umrān: 37

[98]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص253

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 253

[99]النساء:43

al-Nisā’ : 43

[100]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص366،367

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 366, 367

[101]المائدہ:42

al-Mā’idah: 42

[102]بھٹوی، مولانا عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص474

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 474

[103]اعراف:12

A‘rāf: 12

[104]بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص613

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 613

[105]ایضاً

Ibid

[106]الفتح:1

al-Fatḥ : 1

107 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج4، ص336

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 336

108 ایضاً

Ibid

109 آل عمران:144

Āl ‘Umrān: 144

110 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص304

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 304

111 اعراف:133

A‘rāf: 133

112 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم ج1، ص671

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 671

113 اعراف:126

A‘rāf: 126

114 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص664

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 664

115 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص664

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 664

116 ایضاً، ج4، ص464

Ibid, V 4, P 464

117 الحجرات:2

al-Ḥujurāt: 2

118 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم ج4، ص382

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 4, P 382

119 المائدہ:44

al-Mā’idah: 44

120 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم ج1، ص476

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 1, P 476

121 الحجرات:4

al-Ḥujurāt: 4

122 بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج4، ص385

Bhutwi, ‘Abd al-Salām, tafsīr al-Qur’ān al-Karīm, V 4, P 385

123 النور:61

al-Nūr : 61

[124] بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج3، ص155

Bhutwi, 'Abd al-Salām, tafsīr al-Qur'ān al-Karīm, V 3, P 155

[125] الطلاق:1

al-Ṭalāq : 1

[126] طور:6

Ṭawr : 6

[127] بھٹوی، عبدالسلام، تفسیر القرآن الکریم، ج4، ص464

Bhutwi, 'Abd al-Salām, tafsīr al-Qur'ān al-Karīm, V 4, P 464

[128] ایضا، ج2، ص631

Ibid, V 2, P 631

[129] کیلانی، عبدالرحمان، تیسیر القرآن، مکتبہ السلام، لاہور، 1432ھ، ج1، ص6

Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur'ān, Maktabat al-Salām, Lāhūr, 1432āh, V 1, P 6

[130] ایضا

Ibid

[131] کیلانی، عبدالرحمان، تیسیر القرآن، ج1، ص4

Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur'ān, V1, P4

[132] کیلانی، عبدالرحمان، تیسیر القرآن، ج4، ص319

Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur'ān, V4, P319

[133] کیلانی، عبدالرحمان، تیسیر القرآن، ج4، ص319

Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur'ān, V4, P319

[134] الرعد:2

al-Ra'd: 2

[135] کیلانی، عبدالرحمان، تیسیر القرآن، ج2، ص422

Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur'ān, V2, P422

[136] مریم:52

Maryam : 52

[137] ایضا، ص239

Ibid, P : 239

[138] احزاب:56

Aḥzāb : 56

[139]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج3، ص608

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V3, P608

[140]الکھف:60

al-Kahf : 60

[141]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج3، ص644

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V3, P644

[142]الکوثر:1

al-Kawthar : 1

[143]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج4، ص699

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V4, P699

[144]الفتح:18

al-Fatḥ : 18

[145]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج4، ص255

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V4, P255

[146]ایضاً

Ibid

[147]ق:40

Qaaf : 40

[148]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج4، ص289

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V4, P289

[149]النساء:29

al-Nisā’ : 29

[150]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج4، ص393

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V4, P393

[151]احزاب:40

Aḥzāb : 40

[152]کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج3، ص589

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V3, P589

[153] الحجرات:2

al-Ḥujurāt : 2

[154] کیلانی، عبدالرحمن، تیسیر القرآن، ج4، ص267

Kīlānī, ‘Abd al-Raḥmān, Taysīr al-Qur’ān, V 4, P 267